بڑے ڈرپوک ہو!

وزیر آغا

(1928ء-2006ء)

تعارف:

زندگی کے حالات: ڈاکٹر وزیر آغا سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ اُنھوں نے گورنمنٹ کالج لاہور سے بی۔اے پاس کیا اور پنجاب یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ وزیر آغا زمانۂ طالب علمی سے محمد دین تاثیر، میراجی اور ن۔م۔راشد سے متاثر ہو اُردو شاعری کی طرف متوجہ ہوئے، اُنھوں نے نظم میں نت نئے تجربات سے جدت پیدا کی۔

ادبی خدمات: ادبی جریدے ''اوراق'' کے مدیر رہے۔ یہ جریدہ اپنے تحقیقی اور تنقیدی مضامین کی وجہ سے ادبی حلقوں میں نہایت تحسین کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ وزیر آغا اپنے منفرد اور جدید تنقیدی نظریات کی وجہ سے اُردو ادبی دُنیا میں معتبر مانے جاتے ہیں۔ وہ بطور شاعر، نقاد اور صحافی ایک قابلِ قدر مقام رکھتے ہیں لیکن اِن کی ایک اور خصوصیت اُن کی انشائیہ نگاری بھی ہے۔ اچھوتے، نادر اور منفرد موضوعات کی بنا پر وہ انشائیہ نگاری میں ایک اہم نام ہیں۔

تصانیف: اردو ادب میں طنز و مزاح (تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ۔ڈی)، اُردو شاعری کا مزاج گھاس پر تتلیاں، معانی اور تناظر، شام کی منڈیر سے، لکیریں اور دائرے وغیرہ۔

سبق کا تعارف:

یہ نظم جدید نظم گو شاعر ڈاکٹر وزیر آغا کی ہے۔ انھوں نے نظم میں نت نئے تجربات سے جدت پیدا کی ہے۔ زیرِ بحث نظم میں انھوں نے ستاروں اور سورج کا موازنہ دکھایا ہے کہ ستارے کثرت سے ہونے کے باوجود تاریکی کو شکست نہیں دے پاتے جب کہ سورج تنہا ہونے کے باوجود تاریکی کو شکست دیتا ہے اور اپنی دن بھر کی جدو جہد کے بعد آخرِ کار اپنی منزل پر پہنچ جاتا ہے۔ یہ ایک آزاد نظم ہے جس میں قافیہ، ردیف اور بحر کی پابندی نہیں ہوتی، صرف وزن کا خیال رکھا جاتا ہے۔

(تعارفی عبارت ہر جزو کی تشریح سے پہلے لکھی جا سکتی ہے)

لغت و توضیحات

تعارف

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اوراق	ورق کی جمع	نت نئے	نئے نئے
تحسین	تعریف کرنا، سراہنا	جریدہ	رسالہ
انشائیہ نگاری	مختصر ادبی تحریر جس میں ذاتی تاثرات بیان کیے جائیں	نقاد	تنقید کرنے والا
نادر	نایاب، کم پایا جانے والا		

Geniusnesthub.com

CamScanner

اشعار کی تشریح

(ا)

بڑے ڈرپوک ہو تارو!
فقط شب کو نکلتے ہو!!
کبھی آنسو کی بھیگی ممتا میں
مہکتی چاندنی کی
اوڑھنی میں۔۔۔۔ چھپ کے آتے ہو
کبھی تم
روشنی کی ان گنت میخوں کی صورت
تیرگی کے جسم میں پیوست ہوتے ہو
نہ جیتے ہو نہ مرتے ہو

لغت: **ممتا:** ماں کے جذبات۔ **اوڑھنی:** چادر۔ **ان گنت میخوں:** بے شمار کیلوں۔ **پیوست:** کھب جانا۔

مفہوم: اے تارو! تم بہت ڈرپوک ہو کہ صرف رات کو نکلتے ہو۔ کبھی ماں کے آنسوؤں میں اور کبھی چاندنی کی چادر میں چھپ کے آتے ہو اور آسمان کی تاریکی کے جسم میں کیلوں کی طرف پیوست ہو جاتے ہو، نہ جیتے ہو نہ مرتے ہو۔

تشریح

یہ نظم جدید نظم گو شاعر ڈاکٹر وزیر آغا کی ہے۔ انھوں نے نظم میں نت نئے تجربات سے جدت پیدا کی ہے۔ زیرِ بحث نظم میں انھوں نے ستاروں اور سورج کا موازنہ دکھایا ہے کہ ستارے کثرت سے ہونے کے باوجود تاریکی کو شکست نہیں دے پاتے جب کہ سورج تنہا ہونے کے باوجود تاریکی کو شکست دیتا ہے اور اپنی دن بھر کی جدوجہد کے بعد آخرِ کار اپنی منزل پر پہنچ جاتا ہے۔ یہ ایک آزاد نظم ہے جس میں قافیہ، ردیف اور بحر کی پابندی نہیں ہوتی، صرف وزن کا خیال رکھا جاتا ہے۔

(تعارفی عبارت ہر جزو کی تشریح سے پہلے لکھی جاسکتی ہے)

زیرِ بحث جزو میں شاعر تاروں کو مخاطب کر کے انھیں ڈرپوک قرار دیتا ہے۔ وہ انھیں بزدلی کا طعنہ دیتے ہوئے کہتا ہے کہ ستارے اتنے بزدل ہیں کہ صرف رات کو نکلتے ہیں۔ ان میں اتنا بھی حوصلہ نہیں کہ وہ دن میں نکل سکیں۔ یہ ستارے کبھی ماں کے آنسوؤں میں چمکتے ہیں تو کبھی چاندنی کی مدھم روشنی میں چھپ کر آسمان پر نمودار ہوتے ہیں۔ یہ رات کی تاریک چادر میں بے شمار میخوں کی طرح پیوست ہو جاتے ہیں لیکن ان کی حالت کچھ ایسی ہوتی ہے کہ وہ نہ جیتے ہیں اور نہ ہی مرتے ہیں۔

یہاں دراصل ستاروں سے مراد وہ لوگ ہیں جو کثرت میں ہوتے ہیں لیکن کبھی بہادر بن کر حالات کا مقابلہ نہیں کرتے۔ وہ ہمیشہ کسی کی مجبوری اور جذبات کی آڑ لے کر میدان سے راہِ فرار اختیار کرتے ہیں۔ ان کی زندگی میں حالات کے مقابل آنے کی روایت ہی نہیں ہوتی۔ وہ ہمیشہ وقت کے دھارے پر بہتے چلے جاتے ہیں۔ انھیں اس بات کی فکر ہی نہیں ہوتی کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ کہاں ظالم مظلوم کو کچل رہا ہے، کہاں ناانصافی کا چلن عام ہو چکا ہے، کہاں کسی غریب کا گھر لٹ رہا ہے، وہ ان فکروں سے بے نیاز ہمیشہ اندھیرے سے سمجھوتا کرنے والے

Geniusnesthub.com
CamScanner

ان کی کیفیت بس ایک تماشائی کی سی ہوتی ہے۔ان کی حالت کچھ ایسی ہوتی ہے کہ وہ نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں۔ اسی لیے شاعر ان کے بارے میں کہتا ہے کہ وہ تماشائی کی سی ہوتی ہے جو دریا پار کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتے۔ اسی کیفیت کو ایک شاعر محمد علی ساحل نے کچھ یوں بیان کیا تھا:

جو بھی ساحل کا ہے تماشائی پار دریا وہ کر نہیں سکتا

(۲)

بڑے ڈرپوک ہو تارو!
کبھی دیکھا نہیں تم نے کہ دن
کتنا منور
کس قدر بے انت ہوتا ہے
کبھی دیکھا نہیں تم نے
وہ تارا
جو فقط دن کو نکلتا ہے

لغت: **منور:** روشن۔ **بے انت:** جس کا کوئی کنارا نہ ہو۔

مفہوم: اے تارو! تم بڑے ڈرپوک ہو۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ دن کتنا روشن اور طویل ہوتا ہے لیکن ایک ستارا ایسا بھی ہے جو صرف دن کو نکلتا ہے۔

تشریح

(تعارفی عبارت ہر جزو کی تشریح سے پہلے لکھی جا سکتی ہے)

زیر بحث جزو میں شاعر میں ستاروں کو مخاطب کر کے انھیں بزدلی کا طعنہ دیتا ہے۔ وہ انھیں کہتا ہے کہ کیا تم نے کبھی دیکھا ہے کہ دن کتنا روشن اور طویل ہوتا ہے۔ لیکن ایک ستارا اتنا بہادر ہے کہ وہ اس روشن اور طویل دن میں بھی نکلتا ہے۔ جسے ہم سورج کہتے ہیں۔ وہ اس تیز روشنی کے مقابل آتا ہے اور اس طویل دن کا بہادری سے مقابلہ کرتا ہے۔ وہ تاریکیوں کو چیرتا ہوا مشرق سے طلوع ہوتا ہے اور ساری دنیا کو روشن کر دیتا ہے۔ وہ تاریکیوں سے ہار نہیں مانتا۔ وہ بہادری سے تمام مشکلات کا مقابلہ کرتا ہے۔ وہ کسی کی آڑ لے کر چھپتا نہیں ہے بلکہ سامنے آکر لڑنا ہی اس کی بہادری کا وصف ہے۔ اس کی سب سے بڑی بہادری بھی یہی ہے کہ وہ صرف دن کو نکلتا ہے۔

یہاں دراصل اس ستارے سے مراد وہ بہادر آدمی ہے جو اکیلا ہوتے ہوئے بھی حالات کے آگے گھٹنے نہیں ٹیکتا۔ وہ کسی طور بھی ہتھیار نہیں پھینکتا۔ کیسی ہی مصیبتیں اور مشکلات زندگی میں آئیں، وہ جواں مردی سے ان کا مقابلہ کرتا ہے۔ عزم اور استقلال اس کے بنیادی وصف قرار پاتے ہیں۔ حالات کا جبر چاہے کتنا ہی طویل اور کیسا ہی سخت کیوں نہ ہو، وہ ہار نہیں مانتا۔ وہ اکیلا ہوتے ہوئے بھی مشکلات اور مصائب کا سامنا کرتا ہے۔ اس کی کیفیت جگر مراد آبادی کے الفاظ میں کچھ یہ ہوتی ہے:

ہم کو مٹا سکے یہ زمانہ میں دم نہیں
ہم سے زمانہ خود ہے زمانے سے ہم نہیں

Geniusesthub.com
CamScanner

(۴)

چمکتی برچھیوں سے لیس ہو کر
اک سنہرا گُرز اپنے ہاتھ میں لے کر
بہادر۔۔۔۔۔۔۔۔۔سُورما
تنہا گزرتا ہے
اُفق کی قوس سے
غم کی، خوشی کی، سرحدوں سے
بے خطر بڑھتا چلا جاتا ہے
آخر شام کے کہرام میں
منزل پہ اپنی جا پہنچتا ہے
بڑے ڈرپوک ہو تارو!
فقط شب کو نکلتے ہو!!

لغت: **برچھیوں:** چھوٹا نیزہ۔ **گرز:** ایک ہتھیار جو اوپر سے گول اور نیچے اس کے دستہ ہوتا ہے، عموماً پہلوانوں کو انعام کے طور پر ملتا ہے۔ **سورما:** بہادر۔ **افق:** جہاں آسمان اور زمین باہم ملتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ **قوس:** مراد گولائی۔

مفہوم: وہ بہادر سورج اپنی برچھیوں اور گرز سے لیس ہو کر، تن تنہا افق کے کناروں سے گزرتا چلا جاتا ہے۔ غم اور خوشی کی سرحدوں سے گزرتا چلا جاتا ہے اور آخرِ کار شام کے وقت اپنی منزل پر جا پہنچتا ہے لیکن ستارو! تم بہت ہی ڈرپوک ہو۔

تشریح

(تعارفی عبارت ہر جزو کی تشریح سے پہلے لکھی جا سکتی ہے)

زیرِ نظر جزو میں شاعر سورج کی بہادری کی تعریف کرتے ہوئے، اس کی جدوجہد کو نمایاں کر رہا ہے۔ شاعر بیان کرتا ہے کہ جب ہر کوئی ہمت ہار دیتا ہے تو وہ بہادر ستارا جسے سورج کہتے ہیں، اکیلا ہی میدان میں نکل پڑتا ہے۔ وہ اپنی برچھیوں اور گرز سنبھالے روشن دن کے مقابل آ جاتا ہے۔ یہاں شاعر نے اس کی کرنوں کو برچھیاں اور اس کی گولائی کو گرز سے تشبیہ دی ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ سورج تن تنہا افق کے گول کنارے پر چلتا رہتا ہے جو ایک کمان کی طرح نظر آتا ہے۔ وہ سر اٹھائے ہر غم اور خوشی کی سرحد کو پار کرتا جاتا ہے۔ اور آخرِ کار شام کے کہرام میں وہ اپنی منزل پر جا پہنچتا ہے۔ یہی وہ بہادر ہے جو بہادری کے ساتھ ہر چیز کا مقابلہ کرتا ہے جب کہ اس کے مقابلے پر وہ ستاروں کو ڈرپوک قرار دیتا ہے۔

یہاں دراصل سورج وہ بہادر آدمی ہے جو کبھی ظلم اور جبر کے سامنے سر نہیں جھکاتا۔ جب ساری دنیا حالات کے جبر کے آگے سر جھکا لیتی ہے، وہ اکیلا ہی میدانِ عمل میں نکل کھڑا ہوتا ہے۔ اس کا حوصلہ آسمانوں سے باتیں کرتا ہے، اس کی ہمت زمین کو سینہ اور فراغ کر دیتی ہے۔ وہ اپنی زندگی میں ایک تنی ہوئی کمان پر سفر کرتا ہے۔ اس کی زندگی میں بہت سی مشکلات اور مصیبتیں آتی ہیں لیکن وہ پسپا نہیں ہوتا بلکہ ہر مصیبت اور تکلیف اس کے عزم اور حوصلے کو اور بڑھا دیتی ہے۔ سید صادق حسین سیالکوٹی نے کچھ اسی مقام کے لیے کہا تھا:

تندیِ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب! — یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اُڑانے کے لیے

Geniusnesthub.com
CamScanner

(نوٹ: یہ شعر غلط طور پر اقبال سے منسوب ہے۔ یہ سیالکوٹ ہی کے ایک شاعر سید صادق حسین کا ہے)

وہ بہادر حالات کے جبر کے آگے ہتھیار نہیں پھینکتا۔ اس کے زندگی میں خوشی اور غم کے کتنے ہی پھیر آتے ہیں۔ وہ ہر حالت میں اللہ کی تقدیر کے آگے سرِ تسلیم خم کیا، اپنی منزل کی طرف بڑھتا رہتا ہے۔ اس کی نظر راہ کی تکلیفوں کی بجائے اپنی منزل پر ہوتی ہے۔ وہ کبھی مستقبل کے اندیشوں میں مبتلا نہیں ہوتا، وہ بس ہر قدم پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ اٹھاتا چلا جاتا ہے۔ وہ اس بات سے نہیں گھبراتا کہ وہ اکیلا ہے۔ وہ محض اس وجہ سے غلط راستے پر نہیں چلتا کہ اس پر اکثریت چل رہی ہے۔ اس کے دل میں سرفروشی کا سمندر لہریں مارتا ہے جو کسی بھی طوفان سے خوف زدہ نہیں ہوتا۔ بسمل عظیم آبادی نے ایسے ہی بہادر کے لیے کہا تھا:

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے
دیکھنا ہے زور کتنا، بازوئے قاتل میں ہے

مشق

سوال 1: نظم کے مطابق درج ذیل سوالوں کا جواب لکھیں۔

ا۔ اس نظم میں شاعر ستاروں سے کیا کہہ رہا ہے؟

جواب: اس نظم میں شاعر ستاروں کو ان کی بزدلی اور ڈرپوکی کا طعنہ دے رہا ہے کہ وہ صرف رات کو نکلتے ہیں۔ کبھی ماں کے آنسوؤں میں اور کبھی چاندنی کی چادر اوڑھ کر چھپ کے نکلتے ہیں۔ وہ زیادہ سے زیادہ تاریکی کے جسم میں بے شمار میخوں کی صورت کھب جاتے ہیں لیکن نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں۔

۲۔ شاعر نے نظم میں بہادر اور سورما کس کو کہا ہے؟

جواب: اس نظم میں شاعر نے بہادر اور سورما سورج کو کہا ہے۔ جو اکیلا ہی دن کا مقابلہ کرنے کے لیے نکل کھڑا ہوتا ہے۔

۳۔ شاعر نے ستاروں کو ڈرپوک کیوں کہا ہے؟

جواب: شاعر نے ستاروں کو ڈرپوک اس لیے کہا ہے کہ وہ ہمیشہ رات کو نکلتے ہیں اور کبھی دن کی روشنی کے مقابل نہیں آتے۔

۴۔ آزاد نظم اور معریٰ نظم کی تعریف کریں اور ایک ایک مثال دیں۔

آزاد نظم:

ایسی نظم جس میں قافیہ ردیف استعمال نہ ہو اور بحر کی پابندی بھی نہ کی جائے۔ لیکن چوں کہ وزن کا استعمال نظم میں ضروری ہے اس لیے بحر کے مختلف ٹکڑے کر لیے جاتے ہیں۔ یوں ہر مصرع بحر کا ایک ٹکڑا ہوتا ہے۔

مثال: اُردو نظم گوئی میں ڈاکٹر تصدیق حسین خالد نے سب سے پہلے آزاد نظم لکھنی شروع کی۔ اس کے بعد ن۔م راشد، مجید امجد اور کشور ناہید نے مقبول عام آزاد نظمیں لکھیں۔ ہمارے نصاب میں منیر نیازی کی ''ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں'' اور ڈاکٹر وزیر آغا کی ''بڑے ڈرپوک ہو!'' آزاد نظمیں شامل ہیں۔ ذیل میں گلزار کی ایک آزاد نظم ''گرہیں'' دی جا رہی ہے:

مجھ کو بھی ترکیب سکھا کوئی یار جلاہے
اکثر تجھ کو دیکھا ہے کہ تانا بنتے
جب کوئی تاگا ٹوٹ گیا یا ختم ہوا
پھر سے باندھ کے
اور سرا کوئی جوڑ کے اس میں

Geniusnesthub.com

آگے بننے لگتے ہو
تیرے اس تانے میں لیکن
اک بھی گانٹھ گرہ بُنتر کی
دیکھ نہیں سکتا ہے کوئی
میں نے تو اک بار بُنا تھا ایک ہی رشتہ
لیکن اس کی ساری گرہیں
صاف نظر آتی ہیں میرے یار جلاہے!

معرا نظم:

نظم معرا ایسی نظم کو کہتے ہیں جس میں باقاعدہ وزن اور بحر تو ہوتے ہیں لیکن قافیہ ردیف کی پابندی نہیں کی جاتی۔ اگر اتفاق سے کوئی قافیہ آجائے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

مثال: ہمارے نصاب میں شامل نظم ''ستارے'' معری نظم ہے۔ ذیل میں اختر الایمان کی ایک معرا نظم ''اتفاق'' دی جارہی ہے:

دیارِ غیر میں کوئی جہاں اپنا نہ ہو
شدید کرب کی گھڑیاں گزار چکنے کے بعد
کچھ اتفاق ہو ایسا کہ ایک شام کہیں
کسی اک ایسی جگہ سے ہو یوں گزر میرا
جہاں ہجومِ گریزاں میں تم نظر آ جاؤ
اور ایک ایک کو حیرت سے دیکھتا رہ جاؤں

۵۔ دن کو نکلنے والے ستارے کی کون کون سی خوبیاں بیان کی گئی ہیں؟

جواب: شاعر نے سورج کو بہادر قرار دیا ہے جو روشن دن کے مقابل بھی آن کھڑا ہوتا ہے۔ وہ اپنی چمکدار برچھیوں جیسی کرنوں اور اپنے گول گرز کو سنبھالے تنہا ہی افق کے کنارے پر چلتا رہتا ہے۔ وہ ہر مصیبت کا مقابلہ کرتا ہے۔ وہ خوشی اور غم کی سرحدوں سے گزرتا چلا جاتا ہے اور آخرِ کار شام ہوتے، وہ اپنی منزل پر پہنچ جاتا ہے۔

اضافی مختصر سوال جواب

سوال ۱: اس نظم کی ہیئت کون سی ہے؟

جواب: یہ ایک آزاد نظم ہے۔ آزاد نظم ایسی نظم ہوتی ہے جس میں قافیہ ردیف استعمال نہ ہو اور بحر کی پابندی بھی نہ کی جائے۔ لیکن چوں کہ وزن کا استعمال نظم میں ضروری ہے اس لیے بحر کے مختلف ٹکڑے کر لیے جاتے ہیں۔ یوں ہر مصرع بحر کا ایک ٹکڑا ہوتا ہے۔

سوال ۲: اس نظم کا مرکزی خیال کیا ہے؟

جواب: اس نظم کا مرکزی خیال یہ ہے کہ بہادر وہ نہیں ہے جو تعداد میں زیادہ ہے بلکہ بہادر وہ ہے جو تن تنہا ہونے کے باوجود بھی حالات کے آگے جھکتا نہیں ہے اور ہمت کے ساتھ ان کا مقابلہ کرتا ہے۔

Geniusesthub.com

CamScanner

اضافی کثیر الانتخابی سوالات

☆ ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات (ا، ب، ج، د) دیئے گئے ہیں، درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

1- ڈاکٹر وزیر آغا کا سن پیدائش ہے؟

ا۔ ۱۹۲۰ ب۔ ۱۹۲۱ ج۔ ۱۹۲۲ د۔ ۱۹۲۳

2- ڈاکٹر وزیر آغا کا سن وفات ہے؟

ا۔ ۲۰۱۰ ب۔ ۲۰۱۱ ج۔ ۲۰۱۲ د۔ ۲۰۱۳

3- ڈاکٹر وزیر آغا پیدا ہوئے؟

ا۔ ساہیوال ب۔ لاہور ج۔ سرگودھا د۔ میانوالی

4- انھوں نے بی اے کیا؟

ا۔ گورنمنٹ کالج ب۔ اسلامیہ کالج ج۔ دیال سنگھ کالج د۔ پنجاب کالج

5- انھوں نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی؟

ا۔ قائداعظم یونیورسٹی سے ب۔ پنجاب یونیورسٹی سے ج۔ بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی سے د۔ سندھ یونیورسٹی سے

6- ڈاکٹر وزیر آغا نے نت نئے تجربات کیے؟

ا۔ غزل ب۔ افسانے ج۔ نظم د۔ ناول

7- وہ کس ادبی جریدے کے مدیر رہے؟

ا۔ فنون ب۔ اوراق ج۔ ادبی دنیا د۔ راوی

8- ان میں کون سی تصنیف ڈاکٹر وزیر آغا کی ہے؟

ا۔ اردو ادب میں طنز و مزاح ب۔ دھواں
ج۔ آبِ حیات د۔ افسانوی ادب

9- ان میں کون سی تصنیف ڈاکٹر وزیر آغا کی ہے؟

ا۔ اُردو شاعری کا مزاج ب۔ گھاس پر تتلیاں ج۔ معانی اور تناظر د۔ ا، ب، ج تینوں

10- ان میں کون سی تصنیف ڈاکٹر وزیر آغا کی ہے؟

ا۔ شام کی منڈیر سے ب۔ لکیریں اور دائرے
ج۔ اُردو ادب میں طنز و مزاح د۔ ا، ب، ج تینوں

11- "بڑے ڈرپوک ہو" نظم کی کون سی صنف ہے؟

ا۔ معرّی ب۔ آزاد ج۔ پابند د۔ نثری

جوابات

1-	ج	2-	ا	3-	ج	4-	ا	5-	ب
6-	ج	7-	ب	8-	ا	9-	د	10-	د
11-	ب								

Geniusnesthub.com
CamScanner